مجلسِ احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

مجلسِ احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ

(تحریر فرمودہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

برادران! ایک عرصہ سے مجلسِ احرار کے عہدہ دار اور ان کے مبلّغ، جماعتِ احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے بُہتان لگا رہے ہیں اور ناواقف لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مثلاً وہ لوگوں کو یہ کہہ رہے ہیں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ بانی سلسلہ احمدیہ نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے اور وہ اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ سے بڑا سمجھتے تھے، اور جماعت احمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک قادیان کو نَعُوْذَ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر فضیلت حاصل ہے اور احمدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ خاک بدہنِ دشمن۔ اگر ان مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا دی جائے تو احمدی خوش ہوں گے۔ جب احرار کی اس قسم کی بُہتان تراشی حد سے بڑھ گئی اور باوجود بار بار توجہ دلانے کے وہ باز نہ آئے تو میں نے احرار کو چیلنج دیا[1] کہ وہ احرار کے پانچ سَو ایسے نمائندے جنہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہو۔ پیش کریں، جو جماعت احمدیہ کے پانچ سَو نمائندوں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہوگا کہ وہ ان کی تعلیم کے متعلق یقین سے قسم کھا سکیں، مباہلہ کرلیں تاکہ حق اور باطل میں امتیاز ہو سکے۔ مباہلہ اس امر پر ہوگا کہ احرار کے نمائندے اپنا الزام دُہرائیں گے کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت، رسول کریم ﷺ کی عزت نہیں کرتی اور احمدیہ جماعت کے عقائد کی رو سے بانی سلسلہ احمدیہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ آنحضرت ﷺ سے افضل تھے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے قادیان کو جماعت احمدیہ زیادہ

معزز سمجھتی ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ذلّت اور تباہی کی خواہاں ہے اور جماعت احمدیہ جوابی طور پر اس امر پر قسم کھائے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہمیشہ رسول کریم ﷺ کی شاگردی اور غلامی کا رہا ہے اور یہی انہوں نے تعلیم دی ہے۔ آپ رسول کریم ﷺ کے سچے عاشق اور خادم تھے اور آپ کی تعلیم کے مطابق جماعت احمدیہ بھی بحیثیت جماعت، رسول کریم ﷺ کو افضل الرسلؐ اور سیّدِ وُلدِ آدم سمجھتی ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ کو آپ کا شاگرد اور خلیفہ سمجھتی ہے نہ کہ مرتبہ کے لحاظ سے آپ کے برابر یا آپ سے بڑا۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو دنیا کے سب مقامات سے زیادہ معزز سمجھتے تھے اور جماعت احمدیہ بھی ان مقامات کو دنیا کے سب مقامات سے اور قادیان سے زیادہ مکرم اور معزز سمجھتی ہے اور ان مقامات کی عزت و احترام پوری طرح اس کے دل میں قائم ہے اور ان کی ہتک کو وہ اپنی عزت کی ہتک سے زیادہ سمجھتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے ہر وہ قربانی جس کا شریعت مطالبہ کرے بفضلہٖ تعالیٰ کرنے کو تیار ہے۔

برادران! باوجود اس چیلنج کے شائع ہونے کے، سوائے اس کے کہ بعض اشخاص احرار کی طرف سے قادیان آ کر تقریر کر گئے کہ احرار مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں، احرار نے اور کوئی قدم نہ اُٹھایا۔ تب میں نے اس خیال سے کہ شاید احرار کو یہ بُرا معلوم ہوا ہو کہ اخبار میں اعلان کر دیا گیا ہے اور ہمیں تحریراً مخاطب نہیں کیا گیا اپنے دوسرے خطبہ میں اپنی طرف سے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ، چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کو نمائندہ مقرر کر دیا کہ ان سے احرار کے نمائندے ضروری امور کا تصفیہ کر لیں اور شرائط کا تصفیہ ہو جانے کے پندرہ دن بعد مباہلہ ہو، تا مباہلہ کرنے والوں کو بروقت اطلاع دی جا سکے۔ ان لوگوں نے بذریعہ خطوط تمام ذمہ وار کارکنانِ احرار کو توجہ دلائی لیکن ان کا جواب اب تک نہیں ملا۔ اس کے بعد مظہر علی صاحب اظہر کی طرف سے ۱۴۔ اکتوبر کو مجھے یکدم تار ملی کہ مجلس احرار مباہلہ منظور کرتی ہے اور یہ کہ ۲۳۔ نومبر کو مباہلہ ہوگا۔ مجھے اس تار کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوئی کہ خطوط کا جواب تک نہیں دیا جاتا، شرائط کے متعلق کچھ لکھا نہیں جاتا اور ۲۳۔ نومبر یعنی ایک ماہ سے زائد عرصہ کے بعد جس کام کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے اس کی اطلاع بذریعہ تار دی جاتی ہے حالانکہ ایک رجسٹری خط کے ذریعہ سے یہ اطلاع آ سکتی تھی۔ ان کی اس تار اور اس امر کو دیکھ کر کہ جو نمائندے مقرر کئے گئے تھے ان کے خطوط کا جواب

تک نہیں دیا گیا، خیال کیا گیا کہ مجلس احرار کے دل میں کچھ اور بات ہے جس کی وجہ سے نہ تو وہ شرائط طے کرنے پر تیار ہے اور نہ اپنی تحریر باقاعدہ جماعت احمدیہ کو دینے کو تیار ہے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے متعدد تحریرات اس کے ممبروں کو جا چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی حُجت پوری کرنے کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان سے دوبارہ پوچھ لیا جائے کہ شرائط کے بارہ میں آپ نے کچھ نہیں لکھا۔ اور اس دفعہ اس خیال سے کہ شاید دوسرے نمائندوں سے گفتگو کرنے میں مجلس احرار کے سیکرٹری صاحب اپنی ہتک خیال کرتے ہوں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی تار کا جواب ناظر دعوت و تبلیغ سے دلوایا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری اور اس کے تبلیغی شعبہ کے ذمہ وار افسر ہیں۔ خیال تھا کہ اب اس خط کے بعد احرار کو کوئی اعتراض باقی نہ رہا ہوگا لیکن تعجب ہے کہ آج ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ہو چکی ہے لیکن اب تک کوئی جواب مجلسِ احرار کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ ہاں ایک اعلان چند روز سے مجاہد اخبار میں شائع ہو رہا ہے کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں اور ہم مباہلہ ضرور کریں گے۔

برادران! اگر فی الواقع مجلس احرار کو یہ سب شرطیں منظور ہیں تو جواب تحریری کیوں نہیں دیا جاتا کیونکہ اخباری جواب تو ذمہ واری کا جواب نہیں کہلا سکتا۔ ابتدائی چیلنج چونکہ باقاعدہ کارروائی نہیں ہوتا اخبار میں شائع ہو سکتا ہے لیکن شرائط کا تصفیہ تو بہرحال تحریر میں آنا ضروری ہے اور دونوں فریق کے اس پر دستخط ہونے بھی ضروری ہیں۔

علاوہ ازیں اس اعلان میں اور بھی نقص ہیں۔

اوّل نقص یہ ہے کہ اس میں صرف یہ لکھا جا رہا ہے کہ ہمیں سب شرائط منظور ہیں۔ حالانکہ جو امور میری طرف سے پیش ہوئے ہیں ان میں کئی امور پر اس مجمل جواب سے روشنی پڑ ہی نہیں سکتی۔ مثلاً:۔

(۱) میں نے لکھا تھا کہ مباہلہ میں پانچ سَو یا ہزار آدمی احرار کی طرف سے علاوہ ان کے پانچ لیڈروں کے ایسے شامل ہوں جو خواہ کسی حیثیت یا اخلاق کے ہوں لیکن احرار کے نمائندے ہوں اور انہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک دو کتب ضرور پڑھی ہوں تا کہ وہ اس قَسم کے کھانے میں حق بجانب ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ رسول کریم ﷺ کے درجہ کو اپنے درجہ سے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درجہ کو قادیان کے درجہ سے گرایا ہے۔ اوّل تو اس قسم کے مباہلہ کے لئے ضروری تھا کہ میں مطالبہ کرتا کہ ایسے لوگوں نے کم سے کم

چار پانچ نہایت اہم کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطالعہ کی ہوں مگر جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ مطبوعہ الفضل ۶۔اکتوبر ۱۹۳۵ء میں بتایا ہے اس خیال سے کہ یہ شرط پوری کرنی احرار کے لئے مشکل نہ ہو صرف یہ شرط رکھی کہ مباہلہ کرنے والوں نے سلسلہ احمدیہ کی بعض کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ جواب کہ ہم سب شرطوں کو منظور کرتے ہیں اوپر کی بات کا پورا جواب نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے دو سوال کئے ہیں۔ یعنی یا پانچ سَو آدمی یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ پس جب تک تعداد کا تعیّن نہ ہو کہ پانچ سَو ہوگا یا ہزار صرف یہ کہہ دینے سے کہ شرط منظور ہے، کام کس طرح چل سکتا ہے۔؟ اب ہم پانچ سَو آدمی تیار کریں یا ہزار اور ان کے پانچ سَو آدمی کی امید رکھیں یا ہزار کی؟

نیز اس شرط کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ ان پانچ سَو یا ہزار کی فہرست اور مکمل پتے ہر فریق دوسرے کو دے تا کہ مباہلہ کے بعد ہر فریق ان پر نظر رکھ سکے کہ ان سے خدا تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوا؟ ورنہ ایک گروہ کا آ کر مباہلہ کر کے چلا جانا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور یہ بات اس صورت میں طے ہوسکتی تھی اگر مجلس احرار کے بعض نمائندے جماعت احمدیہ کے بعض نمائندوں سے گفتگو کرتے اور سب باتیں تحریر میں آ جاتیں۔

(۲) دوسری بات جس پر اس گول مول جواب دینے سے روشنی نہیں پڑتی یہ ہے کہ میں نے خطبہ میں کہا تھا کہ مباہلہ لاہور یا گورداسپور میں ہو۔ بعد میں ایک خطبہ میں مَیں نے کہا کہ میں نے سنا ہے احرار کہتے ہیں کہ مباہلہ قادیان میں ہو اگر ان کا اس میں کوئی فائدہ ہو تو مجھے یہ بات بھی ان کی منظور ہوگی۔ اب ان کے اس جواب سے میں کیا سمجھوں؟ اگر ان کا یہ قول کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے درست ہے تو پھر مباہلہ کا مقام لاہور یا گورداسپور بنتا ہے لیکن اس صورت میں پہلے تعیین ہونی چاہیئے کہ مقام لاہور ہوگا یا گورداسپور۔ اور اگر ان کے اس اعلان کا مفہوم یہ نہیں تو پھر ان کا یہ بیان کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے درست نہ ہوا۔ کیونکہ قادیان میں مباہلہ ہونا اُن کی شرط ہے نہ کہ میری۔ اس صورت میں انہیں یوں لکھنا چاہیئے تھا کہ قادیان کی شرط امام جماعت احمدیہ نے ہماری مان لی ہے۔ باقی شرائط ہم ان کی مانتے ہیں۔ مگر اس صورت میں بھی جگہ، وقت اور مجلس مباہلہ کا انتظام اور بہت سے اور امور ہیں کہ جو بغیر نمائندوں کے باہم ملنے کے طے نہیں ہو سکتے۔

(۳) تیسری بات جو اس اعلان کو مشتبہ کرتی ہے یہ ہے کہ میری شرائط میں یہ درج ہے کہ طرفین کے نمائندے جب ضروری امور کا تصفیہ کرلیں گے تو تاریخ مباہلہ مقرر کی جائے گی جو اس

تصفیہ کے پندرہ دن بعد کی ہوگی۔ اس کے دو ہی معنی بنتے ہیں یا یہ کہ تاریخ مَیں مقرر کروں گا اور یا پھر یہ کہ تاریخ طرفین کی منظوری سے مقرر ہو گی لیکن تعجب ہے کہ ایک طرف تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر یہ اعلان کرتے ہیں کہ سب شرائط منظور ہیں دوسری طرف آپ ہی تاریخ کی تعیین بھی کر دیتے ہیں۔ اگر واقع میں انہیں میری شرطیں منظور تھیں تو پہلے نمائندوں کی گفتگو ہونی چاہئے تھی، پھر طرفین کی رضامندی سے تاریخ کا تعیّن ہونا چاہئے تھا کیونکہ تاریخ کی تعیین میں شامل ہونے والوں کے آرام کا خیال رکھنا بھی مدنظر ہوتا ہے۔

غرض اوپر کی مثالوں سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ان امور کی موجودگی میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا یہ اعلان کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں درست نہیں ہے اور نہ اعلان کردہ تاریخ کے شائع کرنے کا انہیں کوئی حق پہنچتا ہے۔

بے شک وہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض امور میں ان کی رائے بھی تسلیم کی جانی چاہئے میں اس بات کو ضرور وزن دوں گا لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہئے کہ وہ شرائط کے طے ہوئے بغیر بلکہ بعض شرائط کے خلاف عمل کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے چلے جائیں کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں۔

میں نے سنا ہے کہ تحریر دینے کے متعلق مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ اعتراض ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام نے چونکہ ہمیں مخاطب کیا ہے، ہم انہی کو جواب دے سکتے ہیں دوسرے کو نہیں۔ یہ تو ایک بچوں کی سی بات ہے اور اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو تعجب کا مقام ہے کیونکہ ضروری نہیں ہوتا کہ جو پہلا اعلان کرے وہ خود ہی ساری خط و کتابت کرے، اس کی طرف سے کوئی نمائندہ نہیں مقرر کیا جا سکتا۔ اگر یہ اعتراض درست ہو تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی وکالت بے معنی ہو جاتی ہے۔ عدالت میں دعویٰ کوئی کرتا ہے، مدعا علیہ کوئی اور ہوتا ہے اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اور ان کے رفقاء جا کر بحثیں کرتے ہیں۔ جب ایک شخص باقاعدہ نمائندہ ہو تو پھر اس کی گفتگو اصل آدمی کی گفتگو ہی سمجھی جاتی ہے۔ پھر جو نمائندے مَیں نے مقرر کئے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ اظہر صاحب کی ان سے گفتگو کرنے میں ہتک ہو۔ ان میں سے ایک بیرسٹر ہیں اور سیالکوٹ کے معزز خاندان کے رُکن اور صاحبِ حیثیت زمیندار ہیں اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی طرح پنجاب کونسل کے ممبر بھی ہیں۔

دوسرے صاحب ہائی کورٹ لاہور کے ایک کامیاب اور معزز ایڈووکیٹ جماعتِ احمدیہ لاہور کے امیر اور میرے عزیزوں میں سے ہیں۔

تیسرے صاحب مولوی فاضل اور جماعت احمدیہ کے مبلّغ ہیں۔ پس اگر میں ایسا شخص نمائندہ مقرر کرتا جو نہایت ادنیٰ اور بے حیثیت آدمی ہوتا تو مسٹر اظہر صاحب کو وجہِ اعتراض ہوتی کہ ایسے آدمی کو مقرر کر کے میری ہتک کی ہے۔ مگر مذکورہ بالا اشخاص پر اُن کو یا اُن کی مجلس کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ مگر میں نے تو خود ہی اس خیال سے کہ سیکرٹری کی گفتگو سیکرٹری سے اچھی رہے گی، صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری کو ان سے خط و کتابت جاری کرنے کو کہا مگر انہوں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا۔

مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر فی الواقع ان کو یہ اعتراض ہے کہ چونکہ مَیں نے مخاطب کیا ہے، مجھے ہی خط و کتابت کرنی چاہئے تو پھر وہ اس کا کیا جواب دیں گے کہ میں نے تو مجلس احرار اور اس کے سرداروں کو چیلنج دیا ہے پھر مسٹر مظہر علی صاحب کا کیا حق ہے کہ جواب دیں اگر اظہر صاحب ان لوگوں کے نمائندہ ہو کر اعلان کر سکتے ہیں تو میری طرف سے کوئی نمائندہ کیوں گفتگو نہیں کرسکتا؟

مگر میں چاہتا ہوں کہ ان کے اس شک کا بھی مزید ازالہ کر دوں اور اَب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اپنی ایک تحریر ناظر تبلیغ کو دے دوں کہ وہ میری طرف سے مباہلہ کی شرائط طے کرنے کے لئے نمائندہ ہونگے، جسے وہ اپنے خط کے ساتھ سیکرٹری مجلس احرار کے پاس بھجوا دیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کے بعد مسٹر مظہر علی صاحب کو کوئی اعتراض ناظر تبلیغ سے جو صدر انجمن احمدیہ کا اسی طرح سیکرٹری ہے جس طرح اظہر صاحب مجلس احرار کے سیکرٹری ہیں، خط و کتابت کرنے پر نہ ہوگا۔ بہرحال سب شرائط کا تحریر میں آ جانا اور میدانِ مباہلہ کے انتظام کے متعلق سب تفصیلات کا طے ہو جانا ضروری ہے تا کہ اس کے بعد کسی کو ردّ و بدل کا موقع نہ ہو اور کسی قسم کا فریب نہ ہو سکے۔ اور جو آدمی مباہلہ کے لئے تجویز ہوں، ان کے نام، ولدیت، مفصّل پتے دونوں فریق اپنی تصدیق کے ساتھ ایک دوسرے کو مہیا کر دیں۔ اس کے بعد رضامندیٔ فریقین کے ساتھ پندرہ دن بعد کی ایک تاریخ مباہلہ کے لئے مقرر ہوگی اور اُس دن مباہلہ ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں کہ سب حق پسند احباب اب معاملہ کو سمجھ گئے ہونگے اور وہ احرار پر زور دیں گے کہ مباہلہ کی تفصیلی شرائط جماعت احمدیہ کے نمائندوں سے طے کر کے تاریخ کا تعیّن کریں اور اس طرح خالی اخباری گھوڑے دوڑا کر اس نہایت اہم امر کو ہنسی مذاق میں نہ ٹلائیں۔

اے بھائیو! احرار کے مذکورہ بالا جواب کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے مباہلہ کا

انتظار کئے بغیر مَیں اُس خدائے قہار و جبّار، مالک و مختار، مُعِزّ و مُذِلّ، مُحْیِ اور مُمِیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرا اور سب جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت یہ عقیدہ ہے (اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے خلاف کہتا ہے تو وہ مردود ہے اور ہم میں سے نہیں) کہ رسول کریم ﷺ افضل الرسل اور سَیِّدِ وُلدِ آدم تھے۔ یہی تعلیم ہمیں بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور اسی پر ہم قائم ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اُمت اپنے آپ کو جانتے ہیں اور سب عزتوں سے زیادہ اس عزت کو سمجھتے ہیں۔ بے شک ہم بانی سلسلہ احمدیہ کو خدا کا مأمور اور مُرسل اور دنیا کے لئے ہادی سمجھتے ہیں لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا وہ رسول کریم ﷺ کے طفیل اور آپ کی شاگردی سے ملا تھا۔ اور آپ کی بعثت کا مقصد صرف اسلام کی اشاعت اور قرآن کریم کی عظمت کا قیام اور رسول کریم ﷺ کے فیضان کو جاری کرنا تھا اور جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہر محمدیؐ است
وایں آب من ز آب زُلالِ محمدؐ است [۲]

آپ جو نور دنیا میں پھیلاتے تھے وہ رسول کریم ﷺ کے نور کا ایک شُعلہ تھا اور بس۔ آپ رسول کریم ﷺ سے جُدا نہ تھے اور نہ ان کے مدِّ مقابل۔ اور اسی طرح یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کے دوسرے سب مقامات سے جن میں قادیان بھی شامل ہے، افضل اور اعلیٰ ہیں اور ہم احمدی بحیثیت جماعت ان دونوں مقامات کی گہری عزت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور ان کی عزت پر اپنی عزت کو قربان کرتے ہیں اور آئندہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور میں خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس اعلان میں کوئی جھوٹ نہیں بول رہا۔ میرا دل سے یہی ایمان ہے اور اگر میں جھوٹ سے یا اخفاء یا دھوکا سے کام لے رہا ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کرتا ہوں کہ:۔

اے خدا! ایک جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے اس قسم کا دھوکا دینا نہایت خطرناک فساد پیدا کر سکتا ہے۔ پس اگر میں نے اوپر کا اعلان کرنے میں جھوٹ، دھوکے یا چالبازی سے کام لیا ہے تو مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت کر۔ لیکن اگر

اے خدا! میں نے یہ اعلان سچے دل سے اور نیک نیتی سے کیا ہے تو پھر اے میرے ربّ! یہ جھوٹ جو بانی سلسلہ احمدیہ کی نسبت، میری نسبت اور سب جماعت احمدیہ کی نسبت بولا جاتا ہے، تو اس کے ازالہ کی خود ہی کوئی تدبیر کر اور اس ذلیل دشمن کو جو ایسا گندہ الزام ہم پر لگاتا ہے یا تو ہدایت دے یا پھر اسے ایسی سزا دے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو۔ اور جماعت احمدیہ کو اس تکلیف کے بدلہ میں جو صرف سچائی کو قبول کرنے کی وجہ سے دی جاتی ہے عزت، کامیابی اور غیر معمولی نصرت عطا کر کہ تو اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہے اور مظلوموں کی فریاد کو سننے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔

اے سننے والو سنو! کہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھا لی ہے اور قسم کھا کر اس عقیدہ کا اعلان کر دیا جس پر میں اوّل دن سے قائم ہوں۔ اب احرار یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں مباہلہ سے گریز کرتا ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ مباہلہ ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کی نصرت اِس میری قسم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہوگی اور پیش آمدہ ابتلاؤں یا آئندہ آنے والے ابتلاؤں سے اِن کو نقصان نہ پہنچے گا بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ بے شک ابتلاء خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے لئے ضروری ہیں مگر اصل شئے نتیجہ ہے جو ہمیشہ ان کے حق میں اچھا اور ان کے دشمن کے حق میں بُرا ہوتا ہے۔ اور اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سے یہی سلوک ہوگا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

والسلام
خاکسار
میرزا محمود احمد
امام جماعت احمدیہ قادیان
۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(الفضل ۲۔ نومبر ۱۹۳۵ء)

۱؎ الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۶ کالم ۲

۲؎ درّثمین فارسی صفحہ ۸۹ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ